

تعارف

سُورَةُ التَّكْوِيْرِ

نام: پہلی آیت میں کثرت باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ مذکور ہے جس کا مصدر تکویر ہے۔ یہی اس سورۃ کا نام ہے۔
زمانہ نزول: آیات کا اسلوب گواہی دے رہا ہے کہ یہ آغاز رسالت کے عہد میں نازل ہوئی نیز جن دو سلوں قیامت اور رسالت کو یہاں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

مضامین: قیامت اور رسالت کے بارے میں ہی یہاں دلائل و شواہد ذکر فرمائے جا رہے ہیں۔ قیامت کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ وہ ہے جب یہ موجودہ نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔ نہ چرخ نیلوفری رہے گا نہ نہر و ماہ کی تابانیاں ہیں گی اور نہ آن گنت ستارے چمکتے رہیں گے۔ فلک بوس سپاٹرز بڑے بڑے ہو کر ہوا میں غبار کی طرح اُڑنے لگیں گے۔ چرند و پرند کی حالت دیدنی ہوگی۔ اس کے بعد اس کے دوسرے مرحلے کا ذکر فرمایا گیا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ ہر چیز اپنی اپنی قبروں سے زندہ و بیدار اٹھ کھڑی ہوگی اور سب کو بارگاہ خداوندہ و الجلال میں محاسبہ کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔ ایک طرف آنکھوں کے سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ دوسری طرف جنت اپنی تمام زینت اور آرائش کے ساتھ بندگان خدا کے لیے چشم براہ ہوگی۔

ذکر قیامت کے بعد رسالت کا تذکرہ فرمایا پہلے متعدد قسمیں کھائیں پھر بتایا کہ حامل قرآن اللہ کا رسول ہے۔ یہ کلام جو وہ تمہیں پڑھ کر سنا ہے۔ یہ نہ اس نے خود تالیف کیا ہے اور نہ کسی نے اُسے سکھایا اور پڑھایا ہے بلکہ ایک معزز و محترم فرشتہ جس کی امانت و دیانت ہر شے سے بالاتر ہے۔ وہ فرشتہ اللہ کی جناب سے لے کر آیا ہے۔
اے نادان! اس چشم شیریں کو چھوڑ کر تم سراب کے پیچھے کیوں دوڑ رہے جا رہے ہو ذرا ہوش سے کام لو اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۶ - ۳ - ۷۷

سَوَاءٌ لَكَ يَوْمَئِذٍ هَوِّنٌ أَمْ تَشَدِيدٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَمْسٌ وَعِشْرُونَ مِائَةً

سورۃ التکویر کی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان و مہربان ہے۔ اس میں ۲۹ آیات ہیں۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

رُودًا كُرُوا ۝ جب سورۃ قیامت پڑھا جائے گا لے اور جب ستارے بکھریں گے لے اور جب پہاڑوں کو اکھڑ دیا

سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَ

جانے گا لے اور جب دس ماہ کی گائیاں اونٹنیاں پہنی پھریں گی لے اور جب وحشی جانور بچا کر دیے جائیں گے لے اور

لے وقوع قیامت کے وقت جو ہر ناک تفریق رونا ہوں گے ان کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو سکیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریں تاکہ اس روز لاٹھی پانچے اعمال پر پشیمانی اور پشیمانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نظامِ کون میں آفتاب کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں۔ جب اجرت ہے تو اس کی کرنیں اندھیروں میں ڈوبی ہوئی دنیا کو آفتاب کی روشنی میں اس کی حرارت سے زمین گمانے کی طرح تپ جاتی ہیں لیکن اس روز اس کی نورانی کرنیں گمانے والی کرنیں اس کے ارد گرد پھیلتی ہی جائیں گی اس کی تیز رفتار شعاعوں کو زخمیر پکا کر دیا جائے گا اور جب یہ مٹی نوز بے نور ہو جائے گا تو اس وقت جو اندھیرا پھیلے گا وہ کس قدر گہرا اور کتنا ہیسا تک ہو گا اس کا صرف تصور ہی ہوش نہ رہا ہے۔

جب کوئی شخص اپنی ہی دستا کر کر کے ارد گرد پھیلتی رہتا ہے تو عرب کہتے ہیں کفار العمامۃ عمل اللہ اس۔ اسی سے تعبیر باب تفسیر ہے۔ لے سورۃ کے بعد ستاروں کی حالت ڈار بیان کی جا رہی ہے کہ وہ تیزی سے ٹوٹ ٹوٹ کر کھریں گے۔ انکدر انکدر و انقضی ٹوٹا۔ و انکدرت الصوم و انکدرت۔ وہ کون کون شش ہو کر ایک ستارہ کو اپنے نظامِ نظام پر ایک ستارہ کو اپنے ہار میں روکے ہوئے ہے وہ قانونِ فزکس کو پھاڑنے لگا ستارہ اپنی اپنی جگہ سے ٹوٹ کر کھریں گے۔ بعض نے انکدرت کا معنی مگر ہونا یہ لکھا ہے یعنی ستاروں کی جگہ جگہ سے ہوتے ہیں۔ لے اس طرح کون کون شش شکل میں ہونا ہو جائے گی پہاڑوں کا ذرا باقی نہیں رہے گا۔ ہر ایک کے چھوٹے رول کے گولوں کی طرح انہیں فضائیں اٹانے لگیں گے۔ انکا کاراں کا ہم و نشان ہی باقی نہیں رہے گا۔

لے عشر: اس کا ہن اونٹنی کو بھی کہتے ہیں کہ وہاں میں ہوا اور وہ جلد ہی ایک بچے کو جنم دینے کے ساتھ تیار رہنے والی ہو۔ اہل عرب کو ویسے ہی اونٹ بڑے عزیز ہوتے ہیں خصوصاً وہ اونٹنی جس کے عمل کو دس ماہ گزر چکے ہوں ان کے نزدیک وہ متاعِ گراں بہا شمار ہوتی ہے۔ وہ اس کی حفاظت اور رکھوالی پوری توجہ سے کرتے ہیں لیکن قیامت کے روز لوگوں کی بدحواسی کا یہ حال ہو گا کہ ایسی ہی چیز کا بھی کوئی پریشان حال نہ ہو گا۔ ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہوگی۔

لے صرف انسان ہی بدحواس نہ ہوں گے بلکہ جنگلی جانور جو انسان کی آواز سے بگتے اور اس کے سامنے سے ڈور بھاگتے ہیں وہ بھی جنگلی

إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۖ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۖ وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ

جب سمندر بجزر کا دیسے جائیں گے ۷ اور جب مہاںیں زوجوں سے جڑنی ہائیں گی ۸ اور جب زندہ درگور کی ہوتی (ہوگی)

سُئِلَتْ ۙ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۙ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۖ وَإِذَا

سہرا پھاہائے کا شہ کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی - اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے اور جب

دیوان چھوڑ کر شہروں میں آگئیں گے نہ کوئی گناہ ماری کہ وہ قیام اسے گا نہ کوئی سانپ کسی کوٹھے گا اور نہ کسی شیر کسی کھڑکی کا کھڑکھانے کی ہوش ہوگی سب دم دہائے اور ہتکے ایک جگہ جمع ہوں گے۔

۷ سمندروں میں اس روز پانی کی لہروں نہیں آگ کے شعلے اُٹھ رہے ہوں گے پانی سے شعلوں کا امتنا تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے لیکن اگر پانی کے اچھلنے تو کہیں پانچ ڈال جہائے تو تعجب اس پر نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے آگ بھڑکے گی بلکہ حیرت اس پر ہوگی کہ پانی ڈالنے سے آگ بجھ کر مٹی ہوتی ہے۔ پانی دو گیسوں کی ہے اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے۔ ان میں سے ایک گیس بھڑکانے والی ہے اور دوسری بھڑک اٹھنے والی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ جب ان کا اکٹھا کیا جائے تو آگ کی صورت اختیار کر لیں لیکن کاربڈن نے ان کے مرکب کو پانی کی شکل دے دی اور اس میں آگ بجھانے کی تاثیر رکھ دی۔ قیامت کے دن جب دوسرے کوئی ضابطہ ہلائے مطلق رکھیے جائیں گے سورج سدا سے اور پھاڑ گیا سے کیا ہن جانیں گے پانی کے اس ضابطہ پر بھی قلم نہیں کھینچ دیا جائے گا۔ آگ اور ہائیڈروجن اپنی اصل حالت پر لوٹ آئیں گی اور ان کے بے پایاں ذخائر جو سمندروں میں پانی کی صورت میں آج خائیں مابہر ہے ہیں وہ بھڑکتے شعلے بن جائیں گے۔ سبحان من لا یتدرک حکم ولا یحاط با آثار قدرتم۔

۸ اس کا ایک منہم تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال و اخلاق کے مطابق انسانوں کی گروہ بندی کر دی جائے گی۔ متعین کا ایک گروہ جو اسباب میں ایک پر جمع تھے اٹھنے ہوں گے اور اصحاب شمال کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔

۹ کنہ ہم جنس ہا ہم جنس پر دانہ

قال الحسن، الحق کل امرئ بشیئہ۔ اور کبر سے اس کا یہی معقول ہے: قُرْبَةُ الْاِرْوَاحِ بِالْاَجْسَادِ۔ یعنی قیامت کے دن رُوحوں کو پھر جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (قرطبی)

۱۰ شہ عبد جاہلیت میں کئی قبیل اور لشکر لائے تھے جن میں وہ بڑے شرح صدر سے اہم دیا کرتے تھے۔ انہی غیر انسانی رسوم سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ اس پر غزوہ بدر پیشان ہونے کے بعد وہ فخر و مہابت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس مخالف حرکت کے آغاز کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ یہ قبیلہ پران کے دشمنوں نے شہزادہ مالک اور ربیعہ کے ایک سردار کی بیٹی کو وہاں لے گئے۔ جب دونوں قبیلوں کے درمیان صلح ہو گئی تو اس لڑکی کو بھی واپس کر دیا گیا اور اسے اختیار دیا گیا کہ چاہے اپنے باپ کے پاس رہے اور چاہے تو اسیری میں جس کے ساتھ رہی تھی اس کے پاس واپس آئی جائے۔ اس نے اس شخص کے پاس جانا پسند کیا۔ اس کے باپ کو بڑا غصہ آیا اور اس نے اپنے قبیلے میں یہ رسم جاری کر دی کہ جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہو تو اس کو زندہ زمین میں دبا دیا جائے تاکہ آئندہ ان کی ایسی رُوحوں نہ ہو۔ بہت آہستہ دوسرے

قبائل میں بھی یہ روح شہیرت اختیار کر گیا اور اس کی کئی وجوہات تھیں۔ ① عالم اہل عرب کی معاشرہ حالت بڑی خستہ ہوتی تھی بچیوں کو پالنا بھول کر نا پھران کی شادی کرنا وہ اپنے لیے ناقابل برداشت برعجب تصور کرتے تھے اس لیے ان کو بچپن میں ہی ٹھکانے لگا دیا کرتے تھے۔ قبائل میں باہمی کشمکش و خون روز بروز کا معمول تھا۔ لڑکے جوان ہو کر ایسی لڑائیوں میں ان کا ہاتھ بٹاتا۔ لڑکیاں لڑائیوں میں بھی شرکت نہ کر سکتیں اور پھران کو بچپن کی دستبرد سے بچانے کے لیے بھی انہیں کافی ترس دیکر ناپڑتا۔ اس لیے وہ ان کو زندہ رکھنا اپنے لیے وبال جان سمجھتے ② ان کی جاہلانہ نخوت بھی اس کا ایک سبب تھی۔ وہ کسی کو اپنا ملا دینا ناپزنی تو جہنم سمجھتے تھے۔ اس سے بچنے کا یہی آسان طریقہ تھا کہ نہ بچی زندہ ہو، نہ اسے بیابا ملے اور نہ کوئی ان کا دلا بٹے۔

وجوہات اگرچہ مختلف اور متعدد تھیں، لیکن یہ ظالمانہ رسم عرب کے جاہلی معاشرے میں اپنے پنجے بہت گہرے گاڑ چکی تھی۔ عام طور پر اسے کوئی میسر ہو جیڑا ظلم بھی نہ سمجھا جاتا۔ باپ اپنی اولاد کا مالک ہر گز ہے۔ باپ سے زندہ رکھے، پالے، قتل کر دے، کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں، لیکن اس سنگ دل معاشرے میں عمال عمال ایسے لوگ موجود تھے جو معصوم بچیوں کی بے کسی پر خون کے آسودہ ہاتھ اور ان سے جتنا کچھ بن آتا اس سے دریغ نہ کرتے۔ حضرت خاروقی، عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی زید بن عمرو بن نضیل کو جب پتہ چلا کہ غلام کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور وہ اس کو زندہ دفن کرنا چاہتا ہے تو رو دڑ کر اس کے پاس جاتے اور اس بچی کی پرورش اور اس کی شادی وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری اٹھاتے اور اس طرح اس معصوم کی جان بچاتے۔

مشہور شاعر فرزدق کے دادا معصوم بن ناجیہ الحباشی کا بھی یہی معمول تھا۔ علامہ آؤسی نے طبرانی کے حوالے سے کہا ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں بھی ایک کام کیے ہیں۔ کیا مجھے ان کا بھی اجر ملے گا؟ میں نے تین سو ساٹھ بچیوں کو زندہ درگزر ہونے سے بچایا اور ہر ایک کے عوض دو دو ذوس دس ماہی گا مین ادیشیاں اور ایک ایک اونٹ بطور ہدیہ ان کے باپوں کو دیا، کیا مجھے اس عمل کا کوئی اجر ملے گا؟ قال اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجرة اذ من اللہ علیک بالاسلام۔ نبی رحمت نے فرمایا اس عمل کا اجر تیرے مل گیا اللہ تعالیٰ نے حجہ کو اسلام لانے کی توفیق مرحمت فرمائی اور نعمت ایمان سے تجھے سرفراز کر دیا۔ (ردع المسالی)

پہنا چھ فرزدق اپنے دادا کے اس کارنامے پر فخر کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک شعر ہے۔

وَجَدَى السَّذَى مَنَعَ الْوَالِدَةَ فَاحْيَا الْوَالِدَةَ غَلْمًا قَتُومًا

میرا دادا وہ ہے جس نے زندہ درگزر کرنے والیوں کو روکا۔ اس طرح ان بچیوں کو زندہ درگزر ہونے سے بچا کر زندگی بخش دی۔

لیکن اس ظالمانہ رسم کا پوری طرح قطع اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ کا محبوب رحمت للعالمین بن کر تشریف لایا اور نبی کو وہ شان بخش دی کہ وہ باعشر عار ہونے کے بجائے اپنے والدین کے لیے ہم صدا فقہار بن گئی، حضور نے اپنے دلاؤ اور شادات سے اس غلامی کو اہل عرب کے دلوں سے نکال دیا، کئی ایک ناگوار وجوہات ان کی ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔ چندا شادات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کے دل میں اپنی بچیوں کی قدر و منزلت پیدا ہو۔

① مَنْ أَيْتَلَى مِنْ هَذِهِ الْعِنَاتِ بَشِيرًا فَتَحَسَّنَ إِلَيْهِمْ كُنْ لَهُ بِشْرًا مِنْ الشَّارِ جَرَّمْنَا ان بچوں کا باپ بننے سے آزما دیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آتش جہنم سے پروہ ثابت ہوئی گی۔ (بخاری و مسلم)

④ امام مسلم کی روایت سے سن عال جاریتین بحق تبتلغا جبار يوم القیامة انا وهن یحکمن وضم اصابعہ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بال بونگہیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح کھڑے ہوں گے۔ یہ فرمایا اور اپنی انگلیوں کو باہم پیوست کر دیا۔
⑤ ابو داؤد کی حدیث ہے من کانت لک نسی ولعیشد هارولعوشها ولعوش ولدہ علیہ الدخل الله الیہ۔ جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ دو گورگی نہ کرے اس کی توڑین بھی نہ کرے اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اس امر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

آخر میں تعلیم نبوی کی ہمہ گیری کا اعزازہ کرنے کے لیے آپ یہ حدیث پاک پڑھیں :

ان التین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال لیسراقة بن جعشم ان ذلک علی اعظم الصدقة اویمن اعظم الصدقة قال یلی یارسول اللہ! قال انبتک السردودۃ الیث لیس لہا کاتب غیرک۔ ابن ماجہ زہبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقہ پر آگاہ نہ کروں عرض کیا مزدور سر بانی فرمائیے۔ فرمایا تیری وہ بیٹی جو دھلاقی پاکر یا بیوہ ہو کہ تیری طرف پٹ اٹے اور تیرے سوا اس کے لیے کمانے والا کوئی نہ ہو۔

کثیرا لعل واما ویرث میں سے صرف چند اماندیرث یہاں ذکر کی گئی ہیں حضور کے اس قسم کے ارشادات اور اپنی دختران عالی مرتبت کے ساتھ آپ کا نایب درجہ پایا اور ہر موقع پر ان کی تہذیب فرمائی یہی وہ اسباب تھے جن کے باعث بیٹیوں کے متعلق صرف اہل عرب کے نظریات میں ہی انقلاب نہیں آیا بلکہ دنیا بھر میں بیٹیوں کی تہذیب و منزلت بلند ہو گئی۔

اب قرآیت کا مضمون سمجھنے کی کوشش فرمائیے۔

یہ نہیں فرمایا کہ اس کے سنگ دل باپ سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنی بیٹی کو کیوں زندہ دو گورگی بلکہ فرمایا کہ اس بیٹی سے پوچھا جائے گا کہ یہ باپ جس نے اپنی بیٹی کو بیگناہی پر پایا ظلم کیا ہے لہذا وہ دنیا میں اس قابل ہی نہیں کہ اس کو خطاب کیا جائے اسے مزہ لگایا جائے۔ اظہار کمال انبساط و السخا لواءد هارولعوشها ولسراقة من درجۃ الخطاب والبالغۃ فی تبتکتم روح المعانی یعنی اس اعزاز سے اپنے منہ سے اور انہی کی آستینا کا اظہار کیا گیا، اس کو مخاطب بنانے کے وجہ سے ہی گرا دیا گیا اور اس کو رسوا کرنے میں مبالغہ سے کام لیا گیا۔

یہ ظالم ہے اگر اس کے ظلم کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اس کے لیے کئی جیلے ہانٹے تلاشے لگتا ہے اس لیے مناسب ہی تھا کہ ظلم سے پوچھا جائے تاکہ وہ اپنے ظلم و الجور کی داستان بیان کرے۔

اس میں ایک اور حکمت بھی ہے وہ یہ کہ دنیا میں کئی ظلم ہوتے ہیں جنہیں محض قتل کر دیا جاتا ہے لیکن ان کا انتقام لینے کے لیے کئی تئواریں لیے نیام ہو جاتی ہیں یا کم از کم ان کی مظلومیت پر رنج و غم کے آئینہ تو بناتے جاتے ہیں اور یہ ایسی مظلوم تھی جس پر ظلم اس کے ماں باپ نے کیا اس کی مظلومیت پر کسی نے صلہ سے احتجاج بھی بند نہ کی۔ ان کی جواں مرگی پر کوئی آنکھ نہ نہ ہونی بلکہ انا اہلینا کا سانس لیا گیا۔ اس کے قتل پر حسین و آفرین کے چہرے نمودار کیے گئے اسے غیرت مند اور اپنے نامہ ان کی ناموس کے پاسان کا خطاب ملا۔ یہ مظلومیت میں اس کا کوئی حصہ ہے۔ اگر ایسی مظلوم ستم رسیدہ بیٹی کی دل جوئی اس کا پروردگار بھی نہ کرے تو اور کون کرے گا۔

اس سوال میں قیامت کے برپا کرنے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ تم خود سوچو کہ اگر قیامت برپا نہ ہو تو کیا اس مظلوم کی داد کسی کی کوئی

السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۱۱ وَإِذَا الْجُبَيْمُ سُعِرَتْ ۱۲ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُرْلِفَتْ ۱۳

آسمان کی کمال ادھیڑ لہانے کی صف اور جب جہنم دہکانی سبائے گی اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔

عَلِمْتُ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرْتُ ۱۴ فَلَا أَقْسِمُ بِالْخُنُوسِ ۱۵ الْجَوَارِ

تو اس دن ابر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ ۱۴۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں جیسے بٹ جانے والے تاروں کی راہ قسم کھاتا ہوں جیسے پلنے

الْكُنُوسِ ۱۶ وَالْيَلِّ إِذَا عَسَعَسَ ۱۷ وَالصَّبِيرُ إِذَا تَنَفَّسَ ۱۸ إِنَّهُ

دلنے لڑکے ہنسنے والے تاروں کی لہ اور رات کی جب وہ نچھت جھٹنے لگے ۱۷۔ اور صبح کی جب وہ سانس لے لے ۱۸۔ کہ یہ قرآن ایک

صورت ہو سکتی ہے۔ ایسے ظالم کو سزا دینا ممکن ہے اگر اُن کا بڑا ظلم دلوں کو لڑنا دینے والا ظلم، محاسب سے بچ جائے تو اس سے بڑی اندیگر دی اور کیا ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بدل ہے انصاف ہے، اندیگر دی اور جو روم نہیں۔

۹۔ قیامت کے دوسرے واقعات بیان کیے جا رہے ہیں کشف گتے ہیں کسی کی کمال ادھیڑ لینا۔ فاصل الكشط: السطح یعنی آج انسان چرخ نیلوزی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے تو اس کے جلال و جمال کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ لیکن اس روز جب اس کی کمال ادھیڑ لہانے کی تو جلال و جمال سب فنا ہو جائے گا اور اس کے چہرے سے دشت برسنے لگے گی۔

۱۰۔ اس وقت غفلت کے سارے پرے اٹھ جائیں گے۔ قسم کا ٹھنڈا تر جائے گا اور اسے ابھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنی زندگی میں کیا کھویا کیا پایا؟ اس کے اعمال نیک و بد اسے اپنے سامنے نظر آنے لگیں گے۔

۱۱۔ یہاں تک صورت کا ایک مضمون منتہا پہنچا ہوا، اس کے بعد دوسرے مضمون شروع ہو گا ہے اور وہ ہے حضور کی رسالت کا بیان۔

۱۲۔ پہلے خُنُوس، جَوَارِ، الْكُنُوسِ کا لغوی معنی ذہن نشین کر لیں۔
علاؤ آؤی کہتے ہیں الخُنُوس جمع خُنُوس من الخنوس۔ وهو الاقباض والاسْتِخْفَاءُ، خُنُوسٌ كَوَاحِشٌ هِيَ مَخْنُوسٌ مِّنْ تَقَنُّ
ہے۔ اس کا معنی سمٹ جانا اور چھپ جانا ہے۔ الجَوَارِ: جمع جَوَارِیْ مِنَ الْجَوَارِیِّ وَهُوَ الْعَرَبُ السَّرِیْعُ: جَوَارِیٌّ كَوَاحِشٌ جَوَارِیٌّ هِيَ بَجَرٌ مِّنْ تَقَنُّ
مشق ہے۔ اس کا معنی تیزی سے گزرنے۔

الْكُنُوسِ: جمع كَانُوسٌ وَكَانُوسَةٌ مِنَ الْكُنُوسِ إِذَا دَخَلَ كَيْتَانَهُ۔ كُنُوسٌ كَوَاحِشٌ كَانُوسٌ أَوْ كَانُوسَةٌ هِيَ بَعْدَ الْوَحْشِ مِّنْ مَّخْرُجٍ
ہے۔ اس کا معنی ہے کہ جنگی جانور اپنے ٹھکانے میں داخل ہو گیا۔ اب ان الفاظ سے کیا مراد ہے تو یہ سنا ملی کریم اللہ جس سے مروی ہے۔ آپ نے
فرمایا اس سے تمام سنا ہے مراد ہیں۔ اس کی وجہ تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ کوئی وہ دن کے وقت آنکھوں سے ٹھپ جاتے ہیں اس لیے انہیں خُنُوسٌ
کہا اور رات کے وقت اپنی پائی جگہ پر نمودار ہو جاتے ہیں اس لیے انہیں كُنُوسٌ کہا۔ ابن ابی عمیر نے سینا علی مرتضیٰ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے اس نے
قال من عتمة انجم نزل، عطارد، شترى، مزنج اور زبرجی۔ کہ آپ نے فرمایا ان سے یہ پائی سنا سے مراد ہیں۔ ان کو نجوم خیر و کائنات ہے۔

لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾

معرز قاصد کا لایا ہوا قول ہے اللہ جبروت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے۔

مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ

اسب زلفوں کا اثر ادا اور وہاں کا امین ہے اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں ہے اور بلاشبہ اس نے اس

بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ

قاصد کو دیکھتا ہے روشن کار سے پرستہ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا تجھیل نہیں لگتا اور یہ (قرآن)

کیونکہ ان کی رفتار کا حال یکساں نہیں ہوتا بلکہ مختلف ہوا کرتا ہے کبھی تو انہیں دیکھتے ہے کہ وہ ایک سمت کی طرف جا رہے ہیں۔ پھر وہ اس کے پڑوس
دوسری سمت کی طرف لوٹتے ہیں کبھی وہ متحرک ہوتے ہیں اور کبھی وہ ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس صورت میں سائنس کا سنی رواج
یعنی پیچھے پھرتے والے ہوگا اور کنکس کا سنی اختلاف ہوا فی منہیہا۔ اس کا اپنے منہیہ میں چھپ جانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اللہ عنفس کے دو معنی کیے گئے ہیں۔ ای ادبیر غلامہ او اقبل۔ اندھیرے کا پیڑ پھیر جانا جیسے رات کے انتقام کے وقت
ہوتا ہے۔ اندھیرے کا آجانا جیسے ابتدائے شب میں ہوتا ہے۔ یہ دونوں معنی حضرت ابن عباس سے مروی ہیں پہلی صورت میں معنی ہوگا رات
جب پیڑ پھیرے اور دوسری صورت میں معنی ہوگا رات جب چھا جائے۔

اللہ تنفس: جب صبح سانس لے یعنی جب اس کی روشنی پھیلنے لگے۔ زعفرانی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب صبح طلوع
ہوتی ہے تو سیم پھلنے لگتی ہے۔

اللہ یہ پانچ قسمیں کھانے کے بعد فرمایا تمہارا یہ کتنا سراسر باطل ہے کہ یہ قرآن حضور خود گھومتے ہیں یا کسی انسان سے سیکہ کر لوگوں کو
سناتے ہیں بلکہ یہ وہ کلام ہے جو ایک محترم قاصد لے کر آیا ہے۔ اس سے مراد جبریل امین ہے۔ ان کی چند اور صفات بھی بیان کر دیں کہ وہ
بڑے طاقتور ہیں مالک عرش کی جناب میں ان کا مرتبہ بڑا بلند ہے اور تمام ملائکہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور ان کی امانت میں کسی کو ادنیٰ و اہم
بیک ہی نہیں۔ جب اللہ والا ان صفات عالیہ سے متصف ہوا ان مراتب رفیعہ پر فائز ہو تو کون یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس نے اس کلام میں
کوئی کمی بیشی کی ہوگی۔

اللہ لانے والے کی شان بیان کرنے کے بعد اب اس ثابت اقدس والہم ذکر ہوا ہے جس کے پاس جبریل یہ کلام لے کر آیا فرمایا
وہ کوئی اجنبی نہیں ہے جس کی گزشتہ زندگی سے تم بے خبر ہو۔ جس کی سیرت ذکر دار کا نہیں تھری نہ ہو۔ اعلان نبوت سے پہلے چالیس سال کا عرصہ
انہوں نے تمہارے ساتھ بسر کیا ہے۔ زندگی کی مختلف منزلیں انہوں نے تمہاری آنکھوں کے سامنے طے کی ہیں۔ تم ان کی دیانت پاکبازی،
اولوالعزلی اور دعائی کے خود گواہ ہوا تم ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے ان کو جمنوں کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۱۵ ۱۶ فَإِنَّ تَذَهُبُونَ ۱۷ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ

کسی شیطان مردود کا قول نہیں ۱۵ ۱۶ پھر تم (مناجات کے) ہر جملے بار بار پڑھتے رہو گے۔ یہ مگر نصیحت

لِّلْعَالَمِينَ ۱۸ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۱۹ وَمَا تَشَاءُونَ

سب الہی جہان کے لیے نیکو دیکھن ہدایت دہی پاتا ہے، جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔ اور تم نہیں چاہ سکتے

۱۸ ۱۹ پھر جو فرشتہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آتا ہے وہ بھی ان کا جاننا پہچانا ہے۔ انہوں نے دن کی روشنی میں آسمان کے
اپنی پراس کران آنکھوں سے دیکھا ہے اس لیے انہیں اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے مفرز فرشتہ جس
کو وہ بھی طرح پہچانتے ہیں لے کر ان پر نازل ہوا ہے۔

۱۸ ۱۹ تمہارا انہیں کاہن کتنا سزا سزا داتی ہے۔ کاہن کے پاس تو غیب کا علم ہوتا ہی نہیں اور جو کسی قیاس آرائی یا ظن و تخمین کی بنا پر وہ
کہہ جاتا ہے اس کو بتانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی عقلیں سمجھتی ہیں اور اس کا منہ ہلکا ہلکا پیش نہ کیا جلتے وہ منہ سے
کہہ اٹھتا ہی نہیں اور یہاں تو یہ حال ہے کہ علم غیبی کے خزانے جو انہیں بخشے گئے ہیں وہ معارف الہیہ جن سے ان کا سینہ معمور ہے
وہ جہلیاتِ زمانہ اور ہاں تو یہ حال ہے کہ علم غیبی پر ہر طرح نازل ہورہی ہیں یہ ان کو بتانے میں ذرا بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ ان کے علوم و معارف کا سنہ
نشاہیں مار رہے ہیں اور ہر تفسیر کی طرف بٹلا رہا ہے۔ کیا اس میں تفاوت کے باوجود تم انہیں کاہن کہہ سکتے ہو۔

مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس آیت پر جو تفسیری ماحاشیہ لکھا ہے وہ حضور کے علم غیب پر اعتراض کرنے والوں کے لیے باعث
ہدایت ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں:

”یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اہم اور صفات

سے یا احکام شریعہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے اعمال سے یا واقعاتِ ابد

الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔“ (تفسیر عثمانی، الضمین، البخیل، مجیل اور کجس۔

۱۸ ۱۹ یعنی اس کلام میں توحید کی دعوت ہے، کفر و شرک سے احتراز کا حکم ہے، اخلاقی حسن کی تاکید ہے، شیطان کو کیا پڑی ہے

کہ وہ لوگوں کو توحید کی طرف بٹلائے، کفر و شرک اور صفاتِ رذیلہ سے اجتناب کی تاکید کرے یہ کلام اپنے مقاصد کے اعتبار سے تمہاری اس
لفظ فہمی کی پُر زور تردید کر رہا ہے۔

۱۸ ۱۹ اس چشمہ صافی کو چھوڑ کر سراسر کی طرف بھاگ کر جانگاہاں کی عقل بندی ہے، اس ٹوڑھایت کی تا بانہوں سے منہ موڑ کر گمراہی

کی تار کیوں میں بھٹکتے رہنا تمہارے جیسے دانش مندوں کو تزیب نہیں دیتا۔

۱۸ ۱۹ جس طرح اس کو نازل کرنے والا رب العالمین ہے اور وہ جس پر یہ نازل ہوا ہے وہ رحمتہ للعالمین ہے اسی طرح یہ کتاب بھی

ذکر للعالمین ہے۔ زمان و مکان کی حد بندیوں سے آزاد ہے، تمام بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک کے لیے رشد و ہدایت کا چمکتا ہوا

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

بجز اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے سب

آفتاب ہے لیکن ان سے مستقیم وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ راہِ راست پر گامزن ہو۔
 اسے اور حقیقت یہ ہے کہ تم انہو اس کی خواہش بھی نہیں کر سکتے جب تک توفیق الہی دیکھیری نہ کہنے فہم و خرو کے سلسلے
 چرخ نیچے رہتے ہیں راہِ راست پر ایک قدم بھی نہیں اٹھ سکتا اور جب اس کی نظر لطف چارہ سازی کرتی ہے تو سب مہاب اٹھ جاتے
 ہیں ساری رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور انسان پوری یکسوئی کے ساتھ اس منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔



ماشاء اللہ ان شاء اللہ رب العالمین لا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم یا حی یا قیوم برحمتك استغیث
 لا یکلن فی نفسی طرفۃ عین واصلاح لسان فی کلمہ۔

اللہم صل وسلم وبارک علیٰ حبیبک المصطفیٰ ونبیک المرکز فی سواک اللجین افضل الصلوات واجمل
 التسلیات واکمل البرکات وعلیٰ ذوی الدرجات واصحابہ اولیٰ الطاعات وعلینا بجاہم الیوم الدین۔

